(غلام گردش)

ایسٹ انڈیا کمپنی اور آنکھیں

کیا کسی بھی قوم کیلیے قوانین قدرت بدل سکتے ہیں؟ کیا کوئی ملک فطرت کے اصولوں کے خلاف زندگی گزار سکتا ہے؟ دنیا کی چار سے پانچ ہزار سالہ تاریخ صرف ایک سچ کی گواہی دیتی ہے کہ قدرت اور فطرت کے احکامات اٹل ہے۔ان سے کسی فرد،قوم یا ملک کو مفر نہیں۔مجھے مسلمانوں کی تاریخ سے بحیثیت طالبعلم ایک گلہ ہے۔اسکا محور صرف ماضی پر ہے۔سچ کی کسوٹی پر ہماری تاریخ اکثر جگہ پر پوری نہیں اترتی۔نہ اب کوئی اس پر بات کرنے کو تیار ہے۔جذباتیت کا پہاڑ اب سچ پر مکمل غلبہ پا چکا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ برصغیر ہندوستان میں طویل عرصے تک وسطیٰ ایشیا اور ترک مسلمانوں کی حکومت رہی۔سچ یہ بھی ہے کہ ان فاتحین کی فوج کی تربیت اور خاص وضع کا اسلحہ مقامی لوگوں سے قدرے بہتر تھا۔اسکے علاوہ انہوں نے انتظامی اور مالیاتی امور میں اپنے وقت کی مناسبت سے کبھی کبھی بہتری کرنے کی کوشش بھی کی تھی۔انتقال اقتدار کا کوئی سنجیدہ نظام نہ ہونے کی بدولت برصغیر ہمیشہ سازشی اور لایعنی جنگوں میں مبتلا رہا ہے۔آپ اُس تمام دور میں عام آدمی کی حالت زار پر غور فرمایئے۔مجموعی طور پر انکی حالت بہت ابتر تھی۔ایک اور اہم مسئلہ یہ بھی تھا کہ برصغیر کے حاکم مغربی ممالک سے انتہائی نحیف اور لاغر رابطے میں تھے۔انکو مغرب کی علمی، تجارتی اور سائنسی ترقی کا کوئی شعور نہیں تھا۔وہ انکی ایجادات کو بھی اپنے لیے ایک مسئلہ سمجھتے تھے۔آپ لاہور یا دہلی کا شاہی قلعہ ملاحظہ کریں۔یہ مغل بادشاہوں کی حکومت کے سطوت کے نشان ہیں۔مگر صرف اس وقت تک جب تک آپکو پیرس کے شہنشاہوں کے درسائلز کے محل کا شعور نہ ہو۔میں کسی تہذیب یا کسی عصر کے بادشاہ کا تقابلی جائزہ نہیں کر رہا۔مگر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے مغل بادشاہ بین الاقوامی رابطوں میں بہت کمزور تھے۔ایک طاقتور بحری بیڑہ نہ ہونے کی وجہ سے انہوں نے یورپ کی جانب اپنے سفیر اور لوگوں کو بہت کم بھیجا۔وہ طاقتور تھے،مگر صرف اس بنیاد پر کہ انکا واسطہ کمزور لوگوں سے تھے جو مالیا یا ٹیکس ادا کرنے کی ایک مشین سی بنا دیے گئے تھے۔انکی حکمت، اس آندھی کو نہ دیکھ پائی جو انکی ناک کے نیچے پنپ کر ایک طاقتور تجارتی اور فوجی طاقت بن رہی تھی اور وہ تھی ایسٹ انڈیا کمپنی!

ایسٹ انڈیا کمپنی کا اصل نام" گورنر اور لندن کے تاجروں کی کمپنی برائے تجارت" تھا۔یہ 1600 میں لندن میں وجود میں آئی۔اسکا برصغیر سے تجارت کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔برصغیر اس اجازت نامہ میں درج نہ تھا جس کے تحت اس کمپنی کو ایسٹ انڈیز سے تجارت کرنے کا چارٹر ملا تھا۔مگر سازگار حالات اور ہمارے حکمرانوں کے ذہنی اور فکری تساہل نے برصغیر کو انکے قدموں کی دھول بنا دیا۔یہ کمپنی چائے،نمک،کاٹن سے لیکر افیون تک کی تجارت کرتی تھی۔اس کا واحد منشور پیسہ کمانا تھا۔انکے نزدیک جائز اور ناجائز ذرائع آمدن میں قطعاً کوئی فرق نہیں تھا۔کالی مرچ کی تجارت پر ہالینڈ کی کمپنی کا کنٹرول تھا۔برطانوی تاجر ڈچ کمپنی سے شدید مقابلہ میں تھے۔برطانوی کمپنی نے "سورت" کے مقام پر اپنے تجارتی بحری جہاز کھڑے کرنے شروع کیے۔اس وقت تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ یہ بہت تھوڑے عرصے میں پورے برصغیر پر حکومت قائم کر لینگے۔اس ادارے کے چوبیس ڈائریکٹر اور ایک گورنر تھا جو تمام لندن میں بیٹھے تھے۔ڈچ اور پرتگالی کمپنیوں سے دشمنی نے ایسٹ انڈیا کمپنی کو ایک فوج بنانے کا جواز دیا۔

برصغیر کی بدقسمتی کا آغاز ایک معصوم طریقے سے شروع ہوا۔ 1612 میں تھامس رو مغل بادشاہ جہانگیر کے دربار میں پیش ہوا۔ جہانگیر نے ایسٹ انڈیا کمپنی کے ساتھ ایک تجارتی معائدہ کیا۔ یہ دستاویز پڑھنے کے قابل ہے کیونکہ اس معائدہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے ماضی کے حاکم بالکل آج کی طرح اپنی ناک سے آگے دیکھنے میں قاصر تھے۔ جہانگیر کو بالکل اندازہ نہ ہوا کہ اس نے اپنی حکومت کو کتنے بڑے طوفان کے سامنے کھڑا کر دیا ہے۔ میں اس معائدہ کی چند شقیں آپکے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ کمپنی اور برطانیہ کے تمام تاجروں کو برصغیر کی ہر بندرگاہ کو استعمال کرنے کی غیر مشروط اجازت دے دی گئی۔ انکو پورے برصغیر میں کسی بھی مقام پر رہنے کی آزادی بھی دی گئی۔ یہ بھی لکھا گیا اس کمپنی کے دشمن (پرتگال) یا کسی اور طاقت کو انہیں نقصان نہیں پہنچانے دیا جائیگا۔ کمپنی کے تاجر پورے برصغیر میں کسی بھی مقام پر خرید و فروخت کرنے کیلیے آزاد ہونگے۔ آخری شرمناک نکتہ یہ تھا کہ اس دوستی اور محبت کے عوض ادارے کے جہاز بادشاہ کے محل کے لیے جو بھی نوادرات اور امیرانہ تحفے لائینگے، انکو خوشی سے قبول کیا جائیگا۔ ہاں ایک اور اہم شرط یہ بھی تھی کہ یہ تمام مراعات صرف ایسٹ انڈیا کمپنی کو حاصل ہونگیں اور اسکے علاوہ کسی کو بھی یہ حق نہیں دیا جائیگا۔ اس معائدہ میں برصغیر کے عام آدمی کے خون چوسنے کی ہر شرط موجود تھی۔ اسکے عوض بادشاہ کے لیے صرف راحت اور فرحت کا سامان مہیا کرنا لازم تھا۔

لندن میں کمپنی کے ڈائریکٹرز کو جب اتنی بڑی خوشخبری سنائی گئی تو انہیں اس کامیابی پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ مگر یہ حقیقت تھی۔ بہت تھوڑے عرصے میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے سورت، مدارس، بمبئی اور کلکتہ میں فیکٹریاں تعمیر کر دیں۔ 1647 تک انکی 23 فیکٹریاں مختلف شہروں میں مکمل ہو چکی تھیں۔ ہر فیکٹری میں برصغیر سے نوے مقامی آدمیوں کو کام کرنے کی اجازت تھی۔ مگر ادارے کا منیجر جسے گورنر بھی کہا جاتا تھا، ہمیشہ انگریز ہوتا تھا۔ یہ تمام فیکٹریاں قلعہ کی مانند تھیں۔ مغل بادشاہوں کی ناعاقبت اندیش عنایت اس حد تک بڑھ گئی کہ 1717 میں کمپنی کے سامان اور مال پر ہر قسم کا ٹیکس بھی معاف کر دیا گیا۔ مگر لندن میں بیٹھے ہوئے بادشاہ اپنے تجارتی اداروں کے مالی مفاد کے معاملے میں بہت زیرک تھے۔ برصغیر میں کامیابی کا رجحان دیکھ کر چارلس دوم نے ایک حکم نامہ جاری کیا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کو زمین پر قبضہ کرنے، فوج رکھنے، بین الاقوامی معاہدے کرنے، جنگ اور امن کے لیے اقدامات کرنے کی مکمل آزادی دے دی گئی۔ حتیٰ کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کو کرنسی چھاپنے کا اختیار بھی دے دیا گیا۔ اسکے علاوہ انکو اپنے مفتوحہ علاقوں پر فوجداری عملداری کا نایاب اختیار بھی عطا کر دیا گیا۔ اورنگ زیب عالمگیر نے بنیادی طور پر کمپنی پر اپنی دھاک اور برتری قائم رکھی ہوئی تھی۔ ایک برطانوی بحری قزاق ہنری ایوری نے اورنگ زیب کے خزانے کے بحری جہاز "فتح محمد" اور گنج۔اے۔سوائی کو لوٹ لیا تھا۔ اس خزانے کی مالیت چھ سے سات لاکھ برطانوی پاؤنڈ تھی۔ نتیجہ میں، اورنگ زیب نے ایسٹ انڈیا کمپنی کی فیکٹریاں برباد کر ڈالیں۔ تاج برطانیہ نے ہنری ایوری کی سرکاری سطح پر مذمت کی اور مغل بادشاہ سے معافی مانگی۔ میں نواب سراج الدولہ اور ٹیپو سلطان کا ذکر بھی کرنا چاہوں گا جنھوں نے کمپنی کے بڑھتے ہوئے اثر کو محسوس کیا مگر قسمت نے انکا ساتھ نہ دیا۔ اسکے بعد اس تجارتی جن کے سامنے کوئی بھی نہ ٹھہر سکا۔ شاہ عالم ثانی نے کمپنی سے جنگ لڑی مگر وہ ہار گیا۔ اسکی آنکھیں نکال دی گئیں اور اسے مکمل طور پر رسوا کر دیا گیا۔ انگریز بہادر نے پورے ہندوستان پر قبضہ کر لیا۔ آج آپ برطانیہ کے کسی لارڈ یا پرانی فیملی کی دولت کی بنیاد پر نظر ڈالیں تو وہ برصغیر کی لوٹ مار سے منسلک ہوگی۔ 1857 میں ایسٹ انڈیا کمپنی کو تاج برطانیہ

نے قومی تحویل میں لے لیا۔

فکر انگیز بات یہ ہے کہ کیا مغل کمزور تھے یا ایسٹ انڈیا کمپنی کے تاجر طاقتور تھے۔آپ قدرت کے قوانین پر دوبارہ نظر دوڑائیں۔آپکو مسلمانوں کی سلطنت کے زوال کے ذمہ دار عناصر سمجھ میں آجائینگے۔ہمارا رویہ ہمارا سب سے بڑے دشمن تھا اور ہے۔آپ آج کے معروضی حالات کا جائزہ لیجئے۔آپ اپنے ملک کو دیکھیے۔ایسٹ انڈیا کمپنی کی ایک نئی اور جدید شکل آپکے سامنے بھیانک چہرہ لیے کھڑی ہوئی ہے۔ہمارے ملک کے 90 فیصد وسائل پر تیس سے چالیس لوگ قابض ہو چکے ہیں۔اس بات کو کسی بھی جدید لفظ کا لبادہ پہنا دیں۔مگر حقیقت یہی ہے کہ ملکی دولت کے غیر فطری ارتکاز کے بعد چند لوگ کچھ دہائیوں سے ہمارے سیاسی، انتظامی اور نظام عدل پر قابض ہو چکے ہیں۔کبھی یہ کھیل مارشل لاء کا نام لیکر کھیلا جاتا ہے اور کبھی جمہوریت کا لباس پہن کر۔مقصد صرف ایک ہے کہ عام لوگوں کو بالواسطہ یا بلاواسطہ صرف ٹیکس دینے کے لیے زندہ رکھا جائے۔انکو سانس لینے کی اجازت محض اسلیے ہے کہ انہوں نے بجلی اور گیس کے بل ادا کرنے ہیں۔پٹرول خریدنا ہے۔وہ اشیائے خوردونوش خریدنے کے لیے مجبور ہوں۔اب آپ اس تناظر میں پاکستان اور ہندوستان کے موجودہ تعلقات پر سنجیدگی سے نظر ڈالیے۔ہندوستان میں چھ سو کے قریب تاجر پورے ملک کی کثیر دولت کے بلاشرکت غیرے مالک بن چکے ہیں۔وہاں بھی ان تاجروں نے ایک اَن دیکھی ایسٹ انڈیا کمپنی کو وجود دیا ہے۔انڈیا کے حالی الیکشن میں انکے صنعتی شعبہ نے بی جے پی کا کھل کر ساتھ دیا ہے۔پاکستان کے حالات بھی تقریباً یہی ہیں۔دونوں ملکوں کے یہ چند سو لوگ ایک نیا نعرہ لگا رہے ہیں۔وہ ہے، کہ تجارت سے امن قائم ہوگا۔ترقی ہوگی اور ہمیں صرف باہمی تجارت ہی کی بدولت استحکام ملے گا۔موجودہ پاکستانی ایسٹ انڈیا کمپنی کے پاس وہ تمام اختیارات موجود ہیں جو چارلس دوم نے اس وقت اپنی کمپنی کو دیے تھے۔مگر جھگڑا صرف ایک اختیار نہ ہونے کا ہے۔یہ لوگ اپنی فوج نہیں بنا سکتے! یہ صرف ایک جگہ بے بس ہیں کہ اس ملک کی فوج انکی ابرو کے اشارہ پر اس طرح کام نہیں کرتی جسطرح بنگال میں تاجروں کی ذاتی فوج کرتی تھی! صرف اسی وجہ سے ہمارے ملک کی فوج کو ہر طرح سے کمزور کرنے کی کوشش کی جارہی ہے! میرے پاس غیب کا علم نہیں، مگر ہمارے ملک کی نظر نہ آنے والی ایسٹ انڈیا کمپنی کے مالک یہ بھول رہے ہیں کہ اگر ملکوں کے پاس فوجی طاقت نہ ہو تو دوسرے ملک کے تاجر انکی آنکھیں نکال کر انہیں نابینا بنا دیتے ہیں! شائد نابینا شاہ عالم ثانی ہی انکے لیے مشعل راہ بن جائے!

راؤ منظر حیات

Dated:13-06-2014